پاکستان کی ناگفتہ بہ حالات اور جماعت احمدیہ کی حب الوطنی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ / جولائی ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل قرآنی آیت تلاوت کی فرمائی:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۴ (القصص: ۸۴)

اور پھر فرمایا:

بعض مسلسل ظاہر ہونے والی علامتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں بعض لوگ فتنہ و فساد پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں اور گویا ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ادھار کھائے بیٹھے کا محاورہ بھی بڑا دلچسپ ہے، جیسے کوئی کسی سے پیسے لے چکا ہو اور یہ کہے کہ جب تک میں تمہارا مقصد پورا نہ کردوں اور یہ فساد برپا نہ کردوں مجھ پر یہ ادھار ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کن معنوں میں یہ محاورہ ان فساد پھیلانے والوں پر صادق آتا ہے لیکن جہاں تک علامتوں کا تعلق ہے اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ وہ لوگ بہانے ڈھونڈ رہے ہیں کہ کسی طرح ہمارے عزیز، پیارے اور محبوب وطن میں فساد برپا کردیں۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ کے افراد کیا مرد اور کیا عورتیں سب نے یہ تہیہ کر رکھا ہے اور یہ عزم صمیم کر رکھا ہے کہ ہم نے یہ فساد برپا نہیں ہونے دینا۔

پس یہ بڑا دلچسپ مقابلہ ہے۔ لوگ جتنا آپ کو تنگ کریں، دکھ دیں اور کوشش کریں کہ آپ کو فساد کا بہانہ بنایا جائے اتنا ہی زیادہ صبر اور عزم کا نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے اور بیدار مغزی اور بڑی ذہانت کے ساتھ اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ ملکی حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس موقع پر، تاریخ کے اس سنگم میں جس میں اس وقت ہم کھڑے ہیں، کسی قیمت پر بھی فساد نہ ہونے دیا جائے۔

ہمارے ملک کی یہ عجیب تاریخ ہے اور بڑی بدقسمتی ہے کہ جب بھی بیرونی خطرات نمایاں ہوتے ہیں بعض مخصوص طبقات ملک میں لازماً فساد کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مشہور و معروف ہیں اور ان کی تاریخ انمٹ حقائق کے ساتھ لکھی گئی ہے اور سب پہچاننے والے انہیں پہچانتے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ دھوکہ کھانے والے پھر بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ جب بھی اس ملک میں اندرونی فساد برپا ہوئے ہیں ہمیشہ کوئی بیرونی خطرہ لازماً سر پر منڈلا رہا تھا اور اندرونی فسادات نے ان خطرات کو تقویت دی اس لئے ہر محبّ وطن احمدی کا فرض ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی ملک میں فساد نہ ہونے دے۔ محبّ وطن سے میری مراد نہ صرف پاکستان بلکہ تمام دنیا کے احمدی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر احمدی اپنے اپنے ملک اور اپنے اپنے وطن کا محبّ ہے اور یہ ہماری تعلیم ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے کہ آج دنیا کی تمام قوموں میں سب سے زیادہ سچائی اور وفا کے ساتھ اگر کوئی اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور وطن کی محبت جس کا جزو ایمان بن گئی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔

اگر ہم زیادہ وسیع نظر سے دیکھیں تو ساری دنیا ہی اس وقت فسادات کا شکار ہے اور تمام دنیا میں بعض تخریبی طاقتیں جو بڑے عظیم ملکوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور نسبتاً چھوٹے ملکوں سے بھی تعلق رکھتی ہیں وہ پوری طرح سرگرم عمل ہیں کہ کسی طرح فساد برپا ہو۔ پس بین الاقوامی جماعت کے افراد کا اس کے مقابل پر یہ فرض ہے کہ اپنے اپنے وطن میں ہر وہ ذریعہ استعمال کریں جس کے نتیجہ میں فساد دب جائے اور فساد کا کوئی موقع پیدا نہ ہو لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کہ ہماری جماعت کمزور ہے، محدود طاقت اور محدود اثر رکھتی ہے اس لئے ضروری نہیں کہ ہماری امن کی ہر کوشش کامیاب ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ احمدی صبر کا انتہا سے زیادہ نمونہ دکھائیں لیکن اس بات کی ضمانت پھر بھی نہیں کہ دنیا میں فساد برپا نہ ہو کیونکہ جو لوگ فساد پر تل جاتے ہیں وہ عجیب و غریب بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ کوئی معقول بہانہ نہ ملے تو نامعقول بہانہ تلاش کر لیتے ہیں۔

آپ نے بھیڑ کے بچے اور بھیڑیے کا پانی پینے والا قصہ بھی سنا ہوا ہے اور یہ قصہ بھی سنا ہوا ہے کہ ایک دفعہ ایک مرد جو ہر وقت لڑائی پر تلا رہتا تھا اپنی بیوی کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی نقص نکال ہی لیتا تھا، کبھی روٹی جل گئی اور کبھی کچی رہ گئی، کبھی نمک زیادہ، کبھی مرچ زیادہ ہوگئی اور کبھی دونوں کی کمی واقع ہوگئی، کبھی پانی گرم، کبھی چائے ٹھنڈی۔ اس بیچاری کو تو مصیبت پڑی ہوئی تھی۔ ہر روز کسی نہ کسی بہانے فساد پر آمادہ رہتا اور اسے زدوکوب کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی بیوی نے خوب تیاری کی ہر چیز کی بہت ہی زیادہ احتیاط کی، نمک مرچ زیادہ نہ کم، پانی بھی مناسب، چائے بھی مناسب، اور ہر چیز درست کر دی، روٹی بھی بہت احتیاط سے پکائی اور اپنے خاوند کے چہرہ کے آثار دیکھنے لگی۔ اس نے ذہنی طور بہانہ ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی بہانہ ہاتھ نہ آیا۔ اس نے فساد تو بہر حال کرنا تھا ارادہ جو تھا، ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ اس نے بالآخر یہ ترکیب اختیار کی کہ بیوی سے کہا کہ ”او ظالم عورت تو روٹی تو ہاتھ سے پکار ہی ہے تیری کہنیاں کیوں ہل رہی ہیں“ اور اس بات پر اسے مارنا شروع کر دیا۔ خیر! بیوی مار کھا کر بیٹھ گئی۔ پھر جب وہ دوبارہ کھانا کھانے لگا تو بیوی نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہا۔ ”او بدبخت تو کھانا تو منہ سے کھا رہا ہے تیری داڑھی کیوں ہل رہی ہے۔“

پس میں آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ کسی احمدی نے داڑھی بھی نہیں پکڑنی، کسی احمدی کا ہاتھ کسی داڑھی پر نہیں اٹھے گا اور کسی کی عزت اور مال اور جان سے نہیں کھیلے گا چاہے اس کے لئے اسے انتہائی صبر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ہاں اللہ کی تقدیر آزاد ہے وہ مالک ہے اس کا ہاتھ اگر کسی داڑھی پر پڑ جائے تو کوئی بال باقی نہیں رہنے دیتا۔ جس کی داڑھی بھی ذلیل کرنے کے لئے چنے یہ اس کی مرضی ہے، اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں لیکن اس معاملہ میں بھی ہماری دعائیں ایسے لوگوں کے حق میں ہونی چاہئیں۔ نہ صرف صبر کرنا ہے بلکہ ان کے حق میں دعائیں کرنی ہیں کیونکہ جس پر خدا کا غضب نازل ہوا سے ملیامیٹ کر دیتا ہے تباہ کر کے رکھ دیتا ہے اور ایسی قوموں کو قصہ پارینہ بنا دیا کرتا ہے۔

پس ہم تو رحمۃ للعالمینؐ کے غلام ہیں اور اسی کے غلام رہیں گے کسی کی تباہی کا حال دیکھ کر وقتی جوش اور وقتی خوشی کے نعرے بھی بے وقوف لوگ لگایا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دکھ خواہ کسی کا بھی ہو دکھ ہی ہے اور خدا کا غضب تو بہت ہی بڑا دکھ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے سچے غلام کی حیثیت سے ہمیں لازماً دعائیں کرنی چاہئیں اور یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ ہم کسی پر عذاب نازل ہوتا بھی نہ

دیکھیں۔ ہماری دعاؤں کے دو رخ ہونے چاہئیں، ایک اپنے لئے اور ایک اپنے غیر کے لئے۔ اپنے لئے یہ دعا کہ اے خدا! ہم تیری زمین میں لازماً امن قائم رکھنے کی کوشش کریں گے اور ہر ممکن صبر سے کام لیں گے مگر اے ہمارے آقا! تیرے فضل کے بغیر صبر کی توفیق کسی کو مل ہی نہیں سکتی۔ انسان کی طاقت ہی نہیں کہ محض اپنے ارادے سے کچھ حاصل کر سکے۔

آپ میں سے بعض کو شاید یہ خیال آئے یعنی میرے سب مخاطبین میں سے خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی ہوں کہ عام طور پر تو دنیا میں یہی تقدیر جاری ہے کہ لوگ جو ارادے کرتے ہیں جو سکیمیں بناتے ہیں وہ دعا بھی نہیں کرتے تو ان کی تدبیروں کو کچھ نہ کچھ پھل ضرور لگتے ہیں مگر جماعت احمدیہ کو کیوں ہر دفعہ تدبیر کے ساتھ دعا کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ اہم سوال ہے جس پر میں کچھ روشنی اپنے دوسرے مضمون سے ہٹ کر ضرور ڈالنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور میں اس قطعی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ لوگ جو خدا کے مومن بندے ہیں جو خدا کی اپنی جماعت کہلاتے ہیں ان کے ساتھ اللہ کا اور سلوک ہے اور جو لوگ دنیا دار ہیں جن کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ان کے ساتھ اور سلوک ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے تعلق توڑ کر دنیا کے ہو جاتے ہیں ان کے لئے عام قانون جاری ہے۔ ان کی کوشش میں اگر حکمت اور محنت شامل ہو تو اسے دنیا کے عام دستور کے مطابق پھل لگتے رہتے ہیں مگر جنہیں خدا تعالیٰ اپنا بنالیتا ہے ان کی توجہ بار بار اپنی طرف مبذول کرانی چاہتا ہے اور انہیں یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں تمہارا ہوں اور میرے بغیر تم کچھ بھی نہیں ہو اس لئے اگر وہ دعا نہ کریں تو ان کی عام کوششیں بھی ناکام ہو جایا کرتی ہیں، ایسی کوششیں جو اگر دنیا دار کی ہوں تو پھل دے دیں لیکن اگر مومن خدا سے غافل ہو جائے اور اپنی طاقت پر انحصار کرنے لگے تو پھر خدا تعالیٰ اسے ان کوششوں کے پھل سے محروم کر دے گا پس اس میں آپ کے لئے ایک مستقل سبق ہے۔

تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے بھی یہی سبق ملتا ہے اور اگر آپ روزمرہ زندگی میں اپنے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو آپ ضرور اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپ چونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور وہ آپ کا اپنے ساتھ گہرا تعلق دیکھنا چاہتا ہے اس لئے اس نے محض اپنے فضل سے تمہاری عام کوششوں کو اس گہرے رابطہ سے منسلک کر دیا ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا، اگر آپ

توڑیں گے تو کسی نہ کسی برکت سے محروم رہ جائیں گے۔ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ بعض کوششیں بہت اچھی اور بڑی محنت سے کی جاتی ہیں لیکن اگر غفلت کی وجہ سے کسی وقت دعا سے توجہ ذرا ہٹ جائے یا کم ہو جائے تو الٹ نتیجے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور جونہی دعا کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے تو وہ ساری باتیں درست ہونے لگ جاتی ہیں اس لئے جماعت احمدیہ کے لئے بہر حال یہ ضروری ہے کہ وہ دعا سے غافل نہ ہو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو لازماً کامیابی نصیب ہوگی کیوں کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔

میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں ان میں خدا تعالیٰ نے قطعی وعدہ فرمایا ہے کہ آخرت اور عاقبت متقین کے لئے ہے اور انہیں ہی نصیب ہوگی تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو ذاتی برتری کی خاطر دنیا میں حکومتوں پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے جو اس بات سے بے نیاز ہیں کہ ان کی حیثیت کیا ہے ان کا توکل اپنے رب پر ہوتا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ یہ ایک جاری و ساری قانون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انجام کار بہر حال متقین کی فتح ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

پس اس پہلو سے ہمیں تو کسی حکومت میں بھی دلچسپی نہیں ہے، صرف ایک دلچسپی ہے کہ ساری دنیا میں اللہ کی حکومت قائم ہو جائے۔ ہمارا تاج رضوان یار کا تاج ہے، ہماری بادشاہت الٰہی بادشاہت ہے اور اس معاملہ میں ہمارا رقیب ہی کوئی نہیں ہم اس میدان میں تنہا ہیں۔

دنیا میں جتنے بھی لوگ مذہب کے نام پر کوششیں کرنے والے ہیں آپ ان کی زندگی کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں وہ دراصل عُلُوّ چاہتے ہیں، ذاتی بڑائی چاہتے ہیں، کوئی دنیاوی مقصد سامنے رکھ کر مذہب کے نام پر فساد برپا کرتے ہیں، ان سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں تجزیہ بھی فرما دیا ہے کہ اگر عُلُوّ چاہو گے تو اس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کی بھلائی ظاہر نہیں ہوگی خواہ وہ دنیاوی مقصد ہو یا کوئی اور مقصد، اس کا کوئی بھی نام رکھ لیا جائے لیکن اگر نیتوں میں یہ خواہش ہو کہ ہم دوسروں پر غلبہ پا جائیں اور ان کے امور کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ آجائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نیت اس بات کی ضامن ہو جائے گی کہ تم فسادی ہو کیوں کہ عُلُوّ کی خاطر کوشش کرنے والے بنی

نوع انسان کی بھلائی نہیں کیا کرتے بلکہ ہمیشہ فساد برپا کرتے ہیں۔

اس پہلو سے جماعت احمدیہ کلیۃً مستثنیٰ ہے کیونکہ جماعت احمدیہ عُلُوّ کی کوئی خواہش ہی نہیں رکھتی، وہ صرف اللہ کی رضا کی خواہش رکھتی ہے، وہ خدا کی حکومت کے قیام کے لئے کوشاں ہے، وہ یہ چاہتی ہے کہ کسی طرح رضوان یار حاصل ہو جائے۔ پس ان باتوں پر ان صفات پر اگر آپ پورے صبر اور وفا کے ساتھ قائم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کی یہ خوش خبری ہے کہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ لازماً انجام کار آپ فتحیاب ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فتح عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

کل مغرب کی نماز کے بعد مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب نے توجہ دلائی کہ اب پھر گرمی بہت بڑھ گئی ہے اور برداشت سے باہر ہوتی جارہی ہے دوبارہ دعا کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور احباب جماعت کو تلقین کرنی چاہئے۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل خطبہ جمعہ میں تلقین کروں گا لیکن صبح جب بادل دیکھے تو میں متردد گیا۔ مجھے خیال آیا کہ اب اگر تلقین کی تو بعض کمزور ایمان والوں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہو اور اپنی بے وقوفی اور نادانی سے یہ نہ سمجھنے لگیں کہ جماعت احمدیہ اسی قسم کی دعائیں کرتی ہے بادل دیکھے تو تلقین کر دی اور بعد میں کہہ دیا کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ غور کرتے ہوئے خیال آیا کہ تلقین نہ کی جائے۔ پھر خدا نے توجہ اس طرف پھیری کہ یہ بات بھی کامل عجز کے خلاف ہے۔ ہزار ہا بادل آئے ہوئے بھی بغیر برسے چلے جایا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کی ہزار علامتیں بھی ظاہر ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر وہ عمل میں نہیں ڈھلتی اس لئے قطع نظر اس کے کہ کوئی ٹھوکر کھاتا ہے یا نہیں تو اپنے خدا سے اپنے معاملات صاف اور سیدھے رکھو اور عجز کے مقام سے نہ ہٹو۔

چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ لازماً تحریک کروں گا۔ اس پر مجھے اپنا ایک پرانا واقعہ یاد آ گیا شائد پہلے بھی بتا چکا ہوں لیکن ہے دلچسپ۔ ایک دفعہ ہم برف دیکھنے کی نیت سے ڈلہوزی گئے، ہم چھ سات بچے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مربی بطور منتظم ہمارے ساتھ بھیج دیا۔ جب ہم جا رہے تھے تو راستہ میں ایک پرانے پہاڑی آدمی نے جو ہمارے ساتھ ہی بس میں بیٹھا ہوا تھا دوران گفتگو کہا کہ آج کل موسم ایسا ہے کہ برف ضرور پڑتی ہے بادل آجائیں سہی، برف ضرور پڑ جائے گی لیکن اگر

بادل نہ ہوں تو پھر کچھ نہیں ہوسکتا۔ اپنی نادانی میں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نادانی نے ایک بڑا گہرا سبق عطا کیا اس لئے بری نادانی نہیں تھی، ہم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میاں بادل! تو بھیج دے برف ہم خود ہی بنالیں گے۔ چنانچہ سات دن وہاں ٹھہرے رہے مسلسل بادلوں کے باعث سورج کا منہ نہیں دیکھا۔ اولے برسے مگر برف کا ایک فلیک Flake تک نہیں گرا۔

پس اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ بادل اور یہ علامتیں کیا چیز ہیں میرے غلام در ہیں۔ میرے تابع فرمان ہیں میں حکم دوں گا تو کچھ کریں گے اس کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس وقت سے ایک مستقل سبق مجھے حاصل ہوا کہ بندہ کا اصل مقام یہ ہے کہ وہ دعا کرے اور ظاہری علامتوں پر انحصار نہ کرے۔

پس ہمیں اب پھر دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ رحم اور فضل کی بارش برسائے اور موسم خصوصاً غربا کے لئے تبدیل کر دے۔ امراء کو تو پھر بھی کچھ نہ کچھ سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہاں ربوہ میں جو میں نے جائزہ لیا ہے غربا کے مکانوں کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہے کہ بہت ہی خطرناک حالات میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں تو ان کا نام لے کر دعا کریں تو شاید اللہ تعالیٰ فضل فرمادے اور امیروں کو بھی ساتھ ہی فائدہ پہنچ جائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم اگست ۱۹۸۳ء)